السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے ہاں مغرب میں بعض حافظ بظاہر مال کمانے کےلئے تلاوت کرتے ہیں۔ جب بھی ان کےلئے محفل قائم کی جائے تو اس میں شرکت کرتے اور الفاظ پر غور اور احترام تلاوت کے بغیر قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اس طرح کی محفل میں حاضر ہونے سے ان کا بڑا مقصد اجرت لینا اور لوگوں سے صدقات وخیرات وصول کرنا ہوتا ہے ان صدقات وخیرات کو جمع کرکے یہ آپس میں تقسیم کرلیتے ہیں اور کسی فقیر ومسکین کو اس میں سے کچھ نہیں دیتے۔

سوال یہ ہے کہ اسلامی شریعت کی روشنی میں ان صدقات کا کیا حکم ہے۔جیسے یہ آپس میں تقسیم کرنے کےلئے جمع کرتے اور اس مقصد کےلئے تلاوت کو استعمال کرتے ہیں۔؟ میں نے ایک کتاب میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث پڑھی تھی۔کہ ''جس نے مال کمانے کےلئے قرآن استعمال کیا تو وہ قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ ہڈی کی طرح ہوگا''یعنی گوشت سے خالی ہوگا۔ توکیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ نیز یہ فرمائیں کہ اس آیت کریمہ :

قُل ما أَسـَٔلُكُم عَلَيهِ مِن أَجرٍ وَما أَنا۠ مِنَ المُتَكَلِّفينَ ٨٦ ... سورة ص

کے کیا معنی ہیں۔؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اولاً:تلاوت قرآن محض عبادات اور ایک ایسا زریعہ ہے۔ جس سے بندہ اپنے رب کا تقرب حاصل کرتا ہے۔ اور عبادات کے سلسلے میں اُصول یہ ہے کہ انھیں مسلمان محض اللہ تعالیٰ کی رضا کےلئے سر انجام دے اور ان کے ثواب کی اللہ تعالیٰ ہی سے امید رکھے۔ مخلوق سے اس کے صلہ وشکریہ کی اُمید نہ رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالح کا محفلوں اور مجلسوں میں قرآن پڑھ کر اُجرت وصول کرنے کا طریقہ نہ تھا۔ نہ آئمہ دین میں سے کسی سے منقول ہے۔کہ انھوں نے اس کا حکم دیا ہو۔ اس کی رخصت دی ہو اور نہ ہی یہ ثابت ہے۔کہ ان میں سے کسی نے بھی تلاوت قرآن کی اجرت وصول کی ہو۔ نہ کسی خوشی کے موقع پر اور نہ کسی غم کے موقعہ پر بلکہ وہ تو محض اللہ تعالیٰ سے حصول ثواب کی خاطر تلاوت کیا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی یہی حکم دیا ہے۔کہ جو شخص تلاوت کرے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرے۔ لوگوں سے سوال کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔کہ ان کا گزر ایک قصہ گو کے پاس سے ہوا جو قرآن پڑھ کر سوال کررہا تھا آپ نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے :

من قراء القرآن فليسال الله به فانه سيجيء اقوام يقرءون القرآن يسالون به الناس (جامع ترمذي مسند احمد)

''جو شخص قرآن پڑھے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرے۔ عنقریب کچھ لوگ ایسے بھی آئیں گے جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کریں گے۔''

باقی رہا قرآن کی تعلیم یا اس کے ساتھ دم کرکے اجرت لینا یا کوئی ایسا عمل جس کا نفع غیر قاری تک بھی پہنچے تو صحیح احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے۔ جیسا کہ حدیث ابو سعید میں ہے کہ ایک آدمی نے سورت فاتحہ کے ساتھ دم کرکے شفاء حاصل ہونے پر مریض سے بطور اجرت بکریوں کا ایک ریوڑ لیا تھا اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کی ایک عورت سے شادی کےلئے مہر یہ مقرر کیا کہ اسے جس قدر قرآن یاد ہے وہ عورت کو بھی یاد کرادے۔ لیکن جو شخص نفس تلاوت پر اجرت لیتا ہے۔ یا تلاوت کرنے والوں کی ایک جماعت کو اجرت پر بلاتا ہے تو وہ سلف صالح کے اجماع کے خلاف کرتا ہے۔

ثانیاً! قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ مخلوق کے کلام پر اس کی فضیلت اسی طرح ہے جس طرح خود اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں پر فضیلت حاصل ہے۔ تلاوت قرآن مجید تمام اذکار سے بہترین اور افضل ترین ہے لہذا تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ باادب ہوکر خشوع وخضوع اور اخلاص کے ساتھ حسن انداز میں حسب قدرت معانی پر غور کرتے ہوئے تلاوت کرے۔ تلاوت کی بجائے دیگر اذکار کا شغل اختیار نہ کرے۔ نہ تکلف وتصنع (بناوٹ) سے کام لے۔ اور نہ ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرے۔ جو لوگ تلاوت قرآن کی مجلس میں حاضر ہوں۔ انہیں چاہیے کہ خاموشی کے ساتھ تلاوت کو سنیں اور معانی پر غور کریں کوئی لغو کام کریں نہ تلاوت کے وقت دوسروں کے ساتھ باتیں کریں اور نہ قاری اور حاضرین مجلس کو تشویش میں ڈالیں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِذا قُرِئَ القُرءانُ فَاستَمِعوا لَهُ وَأَنصِتوا لَعَلَّكُم تُرحَمونَ ٢٠٤ ... سورة الاعراف

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اپنے پروردیگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح شام یاد کرتے رہو اور (دیکھنا) غافل نہ ہونا۔''

ثالثاً! لوگ فکرو فہم کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ ہر مکلف پر فرض ہے کہ وہ دین اور احکام شریعت کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فہم ووسعت وقت کے مطابق سمجھنے کی کوشش کرے تاکہ خود عمل کرسکے اور دوسروں کی رہنمائی کرسکے سب سے پہل جسے سمجھنا جس کی طرف مائل ہونا۔ اور جس کی طرف سے دل سے متوجہ ہونا ضروری ہے۔ وہ اللہ کی کتاب ہے قرآن کے جس مقام کو خود نہ سمجھ سکے اس کے سمجھنے کےلئے اللہ تعالیٰ سے استعانت (مدد طلب) کرے اور پھر حسب طاقت وقدرت علماء سے مدد لے اور اگر اس کے باوجود کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ مقدور بھر کوشش کے

باوجوداگرکوئی تنخص قرآن کونہ سمجھ سکے تواس کے یہ معنی نہیں کہ وہ تلاوت کرنا بھی چھوڑدے ۔ مقدور بھر کوشش کے باوجود نہ سمجھ سکنا معیوب نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

الماہر فی القرآن مع السفرة الکرام البررة والذي یقراء القرآن ویتمتع فیہ وہو علیہ شاق لہ اجران (صحیح مسلم مسند احمد)

''قرآن کا ماہر معزز و نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا ۔ اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے ۔ اس میں اٹکتا ہے ۔ اور وہ اس پر گراں گزرتا ہے تو اسے دوگنا اجر و ثواب ملتا ہے ۔ ''

رابعاً! فقیر کےلئے یہ جائز ہے ۔ کہ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضرورت کے مطابق صدقہ لے سکتا ہے صدقہ کرن والے کےلئے دعائے خیر کرنا مسنون ہے ۔ لیکن قرآن کی تلاوت کر کے اجرت لینا یا وعظ و نصیحت کر کے مال وصول کرنا یا برکت کی اُمید سے کسی کو مال دینا یا حصول برکت کےلئے کچھ لوگوں کو جمع کرنا جائز نہیں ہے ۔ ابتدائی تین صدیوں میں جنھیں رسول اللہ ﷺ نے خیر القرون قرار دیا ۔ مسلمانوں میں اس طرح کا کوئی رواج نہ تھا ۔

خامساً! ارشاد باری تعالیٰ :

قُل ماأَسـَٔلُكُم عَلَيهِ مِن أَجرٍ وَما أَنا مِنَ المُتَكَلِّفينَ ٨٦ سورة ص

((اے پیغمبر) کہہ دو کہ میں تم سے اس کا صلہ نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والا ہوں ۔)

کے معنی یہ ہیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو یہ حکم دیا کہ آپ اپنی قوم کو یہ بتا دیں کہ آپ انھیں اللہ کی طرف سے نازل کردہ دین و شریعت کی جو تبلیغ کرتے ہیں ۔ اور انھیں توحید خالص اور دیگر تمام احکام اسلام کی دعوت دیتے ہیں ۔ تو اس پر ان سے کسی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتے ۔ بلکہ آپ یہ کام اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت اور اس کی رضا کے حصول کےلئے کرتے ہیں ۔ اور اجر و ثواب کی امید صرف اور صرف اللہ سے رکھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان آپ ﷺ سے یہ اعلان اس لئے بھی کروایا تاکہ آپ مشرکوں کے ان اوہام اور ظنون کا ذبہ کا ازالہ فرمادیں ۔ کہ رسول انہیں اپنی اتباع کی اس لئے دعوت دیتا ہے کہ اس کے زریعہ وہ مال کمانا چاہتا ہے یا قوم کی سربراہی چاہتا ہے لہذا آپ نے ان کے سامنے یہ واضح فرمادیا کہ آپ انھیں حق کی دعوت محض اللہ تعالیٰ کی رضا کےلئے دیتے ہیں ۔

اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے بھی اپنی اپنی قوموں کو جو دعوت دی تو اس پر لوگوں سے کسی قسم کی اجرت کا سوال نہیں کیا تھا ۔ اس جواب کے پہلے فقرہ میں حدیث عمران بن حصین کے حوالہ سے یہ زکر کیا جا چکا ہے ۔ کہ قرآن کو کمائی کا زریعہ بنانا اور قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کرنا منع ہے ۔ باقی رہا یہ سوال کے مانگنے والے کے منہ پر قیامت کے دن گوشت نہ ہوگا ۔ تو یہ وعید ہر اس شخص کےلئے ہے ۔ جو کسی اضطراری حالت کے بغیر لوگوں سے مانگتا ہے خواہ وہ قراءت قرآن کے حوالہ سے مانگے یا اس کے بغیر مانگے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

لاتزال المسالة باحدكم حتى يلقى الله وليس في وجهه مزعة لحم (صحیح مسلم کتاب الذکواۃ و مسند احمد)

''سوال تم میں سے کسی ایک کے ساتھ چمٹا رہتا ہے ۔ حتیٰ کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا ۔ تو اسکے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا ۔ ''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ۔

مایزال الرجل یسال الناس حتی یاتی یوم القیامہ ولیس فی وجہہ مزعة لحم (صحیح البخاري کتاب الذکواۃ صحیح مسلم کتاب الذکواۃ)

''آدمی لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے ۔ حتیٰ کہ جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے منہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا ۔ ''

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

من سال الناس اموالھم تکثرا فانما یسال جمرا فلیستقل او لیستکثر (صحیح مسلم کتاب الزکواۃ سنن ابن ماجہ مسند احمد)

''جو شخص اپنے پاس زیادہ مال جمع کر لینے کی غرض سے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ آگ کے انگاروں کا سوال کرتا ہے ۔ اب چاہے ان کو کم کرلے یا زیادہ کرلے ۔ ''

جو آدمی لوگوں سے قرآن کے حوالے سے مانگتا ہے ۔ اگر فقیر ہے تو حدیث عمران کے مصداق ار اگر صاحب دولت ہے تو وہ ان تمام احادیث کے مصداق ہے ۔ سوال میں مذکور حدیث کے الفاظ ہمارے علم کی حد تک کسی صحیح حدیث میں نہیں ہیں ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ بن باز رحمہ اللہ

جلد دوم